Lesson 30. Al-Baqarah (Ayaat 232 - 235): Day 102 سُوْرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

اَب آپ یہ بتائیں کہ یہ بات کتنے لوگوں کو پتا ہے کہ ایک یا دو طلاقیں ہو جائیں۔ عورت اپنے گھر واپس آ جائے، عدّت پوری ہو جائے تو دوبارہ اُسی شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے۔ گھر دوبارہ جُڑ سکتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ غصّہ دور ہو جاتا ہے۔ لیکن کیونکہ عام لوگوں کو پتا نہیں ہے تو کئی لوگ پِس رہے ہیں۔ اگر اس طرح کے معاشرتی مسائل کو جمعے کے خطبے میں، درسوں اور لیکچرز میں، مردوں اور عورتوں دونوں کو معلوم ہو جائیں۔ تو ہمارے بہت سارے شادی و طلاق کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

ہم عام طور پر اس موضوع پر درس بھی نہیں کرواتے، اگر کروا بھی دیں تو لوگ کہیں گے یہ کیا طلاق کی باتیں شروع کر دیں۔ اگر ہم قرآن کے سبق ترتیب سے نہ کر رہے ہوتے تو ہم میں سے کتنے لوگ یہ سبق کو پڑھتے یا سمجھتے؟

بہت آسان سی بات سمجھ لیں کہ طلاقِ حسنہ یہ ہے کہ مرد صرف ایک دفع طلاق دے کر چُپ ہو جائے۔ پھر کچھ نہ بھی کہے تو تین مہینے بعد خود بخود / آٹومیٹکلی طلاق ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں یہ غلط فہمی ہے کہ تین طلاقوں سے طلاق ہوتی ہے۔ تین طلاقیں تو مرد کے پاس تین حق تھے، اُس نے اکٹھے استعمال کر لئے یا الگ الگ۔ یعنی اس نے ہر مہینے ایک ایک کر کے دی۔ اور تین پوری کہہ دیں۔

اگر ایک تین مہینے پورے ہو گئے مرد نے رجوع نہ کیا تو طلاق ہو جائے گی چاہے ایک دی ہو گی یا دو دیں ہوں گی۔ چاہے شوہر کے گھر میں تھی یا اپنے والدین کے گھر۔ لیکن ایک یا دو دفعہ دینے کا فائدہ یہ ہو گا کہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

اب اگر ایک دفعہ طلاق دینے سے بات تو ختم ہو ہی جائے گی کیا ضرورت ہے وہی لفظ تین بار بولا جائے؟ اس طرح کم از کم دوبارہ نکاح کو دروازہ کُھلا رہتا ہے۔

عدّت کے درمیان اگر مرد رجوع کرنا چاہتا ہے تو پھر بیوی کو اختیار نہیں کہ وہ انکار کرے۔ مرد کو رجوع کرنے کی اجازت ہے۔ یعنی مرد نے ایک دفعہ طلاق کہہ دی، عورت نے گھر چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ مرد کو شرمندگی یا پشیمانی ہوئی یا احساس ہُوا کہ کیا کہہ دیا۔ وہ واپس آ کر رجوع کرنا چاہے تو عورت یہ نہیں کہہ سکتی۔ اب ایک طلاق دے دی ہے تو میں جا رہی ہوں۔ اَب عورت مجبور ہے۔ مرد کو یہ حق ہے کہ وہ پھر عورت سے رجوع کر لے۔

اگر عدّت پوری ہو گئی مرد نے رجوع نہیں کیا لیکن صرف ایک یا دو دفعہ طلاق کہی تھی، تو وہی شوہر عدّت گزرنے کے بعد بھی نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔ لیکن اَب عورت کے پاس اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہیں۔ پہلے شوہر کا نکاح کا پیغام قبول کر لے یا کوئی اور رشتہ آیا ہو تو اُس کا قبول کر لے۔

ہمارے ہاں یہ سب لوگوں پر واضع نہیں ہے۔

حلالہ کب ہو گا؟

اگر تین طلاقیں دے دیں۔ تین مہینے کی عدّت گزر گئی۔ اب عورت اور مرد نے اگر دوبارہ نکاح کرنا ہو تو حلالہ خود نہ کروایا جائے۔ اس طرح حلال نہیں ہے۔ عورت کی کہیں اور شادی ہو۔ وہ اُس مرد کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرے۔ پھر اتفاقاً بیوہ ہو جائے یا پھر طلاق ہو جائے تو یہ خود بخود حلالہ ہو گا۔ اور اس کے بعد مرد اور عورت دوبارہ شادی کر سکتے ہیں۔

اگر تین طلاقیں ایک دفعہ میں اُسی وقت دے دیں تو یہ ایک طلاق ہی شمار ہو گی۔ ایک طھر سے دوسرے طھر میں ایک طلاق ہی گنی جائے گی۔

خاص طور پر پاکستان اور انڈیا کے معاشرے میں اس بات کو فقۂ حنفیؒ کہہ کر عام کیا جاتا ہے کہ تین طلاقیں ہو گئی ہیں جو غلط بات ہے۔ عرب معاشرے میں کسی بات کو فقۂ شافعیؒ کہہ کر عام کر دیا جاتا ہے۔ شام میں امام مالکؒ کی پیروی کی جاتی ہے اور ایران و عراق میں احمد بن حنبلؒ کو فالو کیا جاتا ہے۔

اتنا زیادہ ایشو بنایا جاتا ہے کہ سمجھانے پر سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ کہ قران اور احادیث کو سمجھ لیں۔ قرآن کی آیات کو سامنے رکھ کر فیصلے کریں۔ اِن آیات سے سبق لیں۔ کہ اللہ نے ہمارے لئے آسانی رکھی ہے۔ امام تیمیہؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ ایک دفعہ کی دی گئی تین طلاقیں ایک ہی سمجھی جائیں گی۔ ایک طھر سے دوسرے تک ایک ہی گنی جائے گی۔ اگر کوئی نہیں مانتا تو ضد نہ کریں۔ تفسیر میں بھی یہی بات ملے گی۔

میں آپ کو فقہ نہیں پڑھا رہی ہم صرف قرآن سے سیکھ رہے ہیں۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ اگر لڑکی اور ولی میں جھگڑا ہو جائے تو وہاں کا مسلمان حکمران لڑکی کا نکاح پڑھا سکتا ہے۔ مثال کہ لڑکی مسلمان ہو گئی تو باپ اُس کے کسی مسلمان سے نکاح پر راضی نہیں ہو گا۔

عام صورتِ حال میں اگر لڑکی گھر سے خود ہی جا کر نکاح کرنا چاہے تو ولی کے بغیر کوئی امام یا مولوی نکاح نہیں کروا سکے گا۔ جب دین کا معاملہ ہو مثال ایک اسماعیلی باپ ہو یا شیعہ ہو تو باپ اُسی طرح کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہے گا، صرف اُسی صورت میں لڑکی کا نکاح کوئی اور کروا سکتا ہے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٣﴾

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں

بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے ﴿۲۳۳﴾

باپ کو تنگ نہ کیا جائے یعنی اُس سے زیادہ خرچ نہ مانگا جائے۔ مرد اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرے۔ یا باپ کو ملنے نہ دیا جائے۔ عورت کو تنگ نہ کیا جائے یعنی دودھ پلانے سے روکا نہ جائے یا کوئی شرائط نہ لگائی جائیں کہ وہاں رہو اور یہ کرو۔ ماں کو خرچ نہ دیا جائے۔

اگر والد فوت ہو گیا ہے تو وارث اُسی طرح کا خرچ ادا کرے۔ یا اگر بچے کو وراثت مل جائے تو اُسی میں سے خرچ کیا جائے۔

اسلام کا حکم ہے کہ چھوٹا بچہ ماں کے پاس رہے گا۔ ماں ہی دودھ پلائے۔ بلوغت کے بعد جب بچے بڑے ہو جائیں تو وہ والد کو ملیں گے۔ بچہ باپ کا ہے۔ بچے کے نام کے ساتھ باپ کا نام لگے گا۔ باپ اُس کا خرچ اُٹھائے گا۔ شادی پر باپ ہی ولی بنے گا۔

شوہر کا نام ساتھ لگنا۔ یہ جنگِ عظیم دوئم کے بعد شروع ہُوا۔ اسلام میں یہ ناپسندیدہ بات ہے۔ اپنا نام نہیں بدلنا نہیں چاہیے۔ لڑکا ہو یا لڑکی تو باپ کا نام ہی ساتھ لگنا چاہیے۔ عورت کو شوہر کا نام ساتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ ہم سب کے ساتھ باپ کا نام لگنا چاہیے۔

اسلام مسائل کو پیدا ہونے سے پہلے ہی حل کرتا ہے۔ تاکہ وہ نوبت ہی نہ آئے۔ اب یہ دیکھیں کہ اسلام ماں اور بچے کا کتنا خیال رکھتا ہے۔ بعض اوقات عورتیں کس قدر دکھ اور تکلیف سے گزرتی ہیں لیکن طلاق سے ڈرتی ہیں۔ اللہ نے انسان کو تمام اعضاء دیئے ہیں اور اُن کا کوئی نہ کوئی مقصد بھی ہے۔

دانت، زبان، کان، ہر چیز کا مقصد ہے۔ بچے کے اندر تمام صلاحتیں اور تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔

عورت کے جسم کے اُبھار بھی خاص مقصد کے لئے ہیں۔ سینے میں دودھ رکھ کر ماں اور بچے کے تعلق کو مضبوط کیا گیا اور بچے کی خوراک کا بھی انتظام کیا گیا۔ یہ اس لئے نہیں دیئے گئے کہ فلموں اور اشتہارات کی زینت بنا دیئے جائیں۔ اس طرح انسان کی فطرت مجروح ہوتی ہے۔ کئی عورتیں بچے کو دودھ نہیں پلاتیں۔ مقصد پورا نہیں گیا۔ آج ایک مسلمان ماں کے دِل کی تڑپ اور طلب ہونی چاہیئے۔ ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ پہلے زمانے میں مائیں اپنا دودھ پلاتیں لیکن کسی نیک عورت کا دودھ بھی پلایا جاتا۔ اور بچے کو کسی دیہاتی علاقے کی عورت کا دودھ بھی پلایا جاتا تا کہ بچے کی پرورش اور نشوونما اچھی طرح ہو سکے۔ کیونکہ دودھ کا اثر انسان میں بہت دیر تک رہتا ہے۔ اس کی مثال اللہ کے نبیؐ کی ذات ہے۔ اُن کو بھی ایک سے زیادہ عورتوں کا دودھ پلایا گیا۔

ماں کے دودھ کا درجۂ حرارت پہلے سے سیٹ ہے۔ دودھ کی غذائیت بھی سیٹ ہے۔ کہ پتلا ہو یا گاڑھا۔ کب کس طرح کا دینا ہے۔ بچے کی عمر کے لحاظ سے خود بخود تبدیلی آتی رہتی ہے۔

ماں کے دودھ سے بچہ صحتمند رہتا ہے۔ اللہ نے ماں کے اندر مفت میں ایک غذا رکھ دی۔ جونہی بچہ آتا ہے تو دودھ بھی آجاتا ہے۔ اگر ماں خود کو ماڈرن بنانے کے لئے یا جسم کی ساخت کو سنبھالنے کے لئے بچے کو دودھ نہیں پلائے گی تو اللہ کے سامنے جواب دہ ہو گی۔ اگر کوئی مجبوری ہے تو الگ بات ہے۔ لیکن ماں کے دودھ سے بچے کو ماں کا پیار، محبت، تقویٰ اور تحفظ کا احساس ملتا ہے۔ جو بچے اپنی ماں کو دودھ پیتے ہیں وہ قدرتی طور پر ماں سے پیار کرتے ہیں۔ بچپن میں والدین خیال رکھتے ہیں تو پھر یہی بچے بڑے ہو کر والدین کا بڑھاپے کا سہارا بنتے ہیں۔

آج ہم نے بچوں کو ڈے کیئر سینٹر میں رکھ دیا تو بچوں نے والدین کو اولڈ ہوم سینٹر زمیں چھوڑ دیا۔

مدتِ رضاعت دو سال ہے۔ ہمیں واضع حکم ملتا ہے کہ ماں بچے کو دو سال تک دودھ پلائے گی۔ لڑکے اور لڑکی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی چھڑوایا جا سکتا ہے۔ گناہ نہیں ہے۔ لیکن فطرت کے قریب رہیں گے تو ہمارے لئے آسانی ہے۔

فیملی پلاننگ کا قدرتی طریقہ یہی ہے کہ بچہ دو سال تک دودھ پیتا ہے تو دوسرا بچہ ہی نہیں آتا۔ لیکن ہم نے آج اپنے جسم کو مصنوعی طریقوں کا عادی بنا دیا ہے۔

اگر ہم اپنی سوچ پاکیزہ رکھیں۔ دوائیوں سے دُور رہیں۔ قدرت اور فطرت کے طریقے پر رہیں تو ہماری زندگی بہت آسان ہو جائے گی۔ بیماریوں سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔

اسلام کس طرح طلاق اور عدّت کے بعد بچے کے ذریعے والدین کا تعلق قائم رکھتا ہے۔

بعض مغربی ملکوں میں عورت طلاق لیتی ہے تو عورت کو سب کچھ مل جاتا ہے۔ گھر بھی اور مال بھی۔ مرد کو کنگال کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ناجائز ہے۔ نہ ظلم کیا جائے نہ ظلم سہا جائے۔

دودھ چھڑوانے کے لئے رضامندی سے معاملات طے کئے جائیں۔ اگر غیر عورت سے دودھ پلوایا جائے۔ اُس کو معروف طریقے سے رقم دی جائے۔ یہ بھی اسلام کا ایک طریقہ تھا جس میں ایک غریب خاندان کو ایک امیر خاندان سے جوڑ دیا جاتا تھا۔ عرب میں غریب عورتیں امیر بچوں کو دودھ پلاتی تھیں اور رقم لیتیں۔ جس سے ایک تو اُن کے گھروں کو خرچ چلتا دوسرا امیر گھر سے تعلق قائم ہو

جاتا۔ اللہ کے نبیؐ کو بھی اسی طرح دوسری عورت کا دودھ ملا۔ اس طرح صحت مند دودھ ملا کیونکہ دیہاتی علاقے کے لوگ فطرت سے زیادہ قریب ہیں۔

اسلام میں تین طرح کے رشتے ہیں۔ ایک سگے خون کے رشتے۔ ایک سُسرالی رشتے۔ اور ایک دودھ پینے سے رضاعی رشتے۔ اسلام ایسے ہی جوڑتا ہے۔

اسلام کے اُصول بہترین ہیں۔ ہمارے اپنے گھروں میں اس طرح کیا گیا ہے تاکہ پردے کا مسئلہ نہ ہو۔ اور ایک گھر میں رہتے ہوئے کوئی اور مسائل نہ ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے اسی طرح کئی بچوں کو اسماءؓ کا دودھ پلوایا تھا تاکہ وہ اس بچے کی رضاعی خالہ اور محرم بن جائیں۔

دوسری عورت کا دودھ پینے سے بچے میں بہترین صلاحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور خاندانی بیماریوں کا اثر بھی کم ہو جاتا ہے۔ رضاعت کا حکم سورۃ الاحقاف آیت 15 میں بھی ہے۔

رضاعت کیسے قائم ہو جاتی ہے۔ یعنی جب آنتیں بھر جائیں تو رضاعت قائم ہو جاتی ہے۔ عائشہؓ نے پانچ گھونٹ کا بیان دیا ہے۔ یعنی اگر پانچ گھونٹ پی لئے تو رضاعی ماں بن گئی۔ دو سال کے اندر دودھ پیا جائے گا تو رضاعی رشتہ قائم ہو گا۔

کسی کا حق نہ مارو، انسانی حقوق پورے کرتے رہو۔ اللہ سے ڈرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہے۔

اسلام کا خوبصورت انداز دیکھیں کہ قانون پڑھایا جارہا ہے اور ہمارا تزکیہ بھی کیا جارہا ہے۔